Majallah-yi Talim o Tahqiq
Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مجلہ تعلیم و تحقیق
مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 2, Vol 6,April-June,2024
شمارہ ۲، جلد ۶، اپریل—جون، ۲۰۲۴

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ اشیاء کی حلت و حرمت کا شرعی جائزہ

Shariah Compliance Issues of Imports from Non-Muslim Countries:

مفتی حضرت بلال[1]

Keywords:
Shariah Compliance, Import, Exports Halal Certification Shariah Review

Abstract:

Today, many people are unaware of the detailed rules governing what is halal (permissible) and haram (forbidden) in Islam. Moreover, there is a decreasing concern among Muslims about avoiding haram and suspicious items. This issue is particularly relevant to foods imported from non-Muslim countries, which are often consumed without thorough research into their ingredients. It remains uncertain whether these foods contain a mix of halal, haram, and suspicious items. However, halal certification institutions are actively working to ensure the safety of these products for Muslims. It is crucial to investigate the ingredients of recipes to determine their sources and confirm whether they are halal or haram. Products must not contain pig meat or gelatin, as many cosmetics, drinks, and medicines imported from non-Muslim countries could contain these haram ingredients. If these ingredients are found in imported products, and they are definitively haram or highly suspect, halal certification becomes necessary. Observing the distinctions between halal and haram is a duty for Muslims, impacting all aspects of life and various fields. This research aims to determine the Shariah ruling on various halal products.

[1] ۔ فاضل رابطۃ المدارس پاکستان

1۔تعارف:(introduction)

آج ہمارے معاشرے لوگ حلال وحرام جیسے نازک احکام سے بھی بے خبر ہے حالانکہ حلال وحرام کی پہچان کرنا, امت مسلمہ کیلئے امرِ خداوندی ہے۔تواسی سلسلے میں مسلمانوں کے اندر بھی اکل وشرب میں حرام اور مشتبہات سے بچنے کا جذبہ بھی کم ہوتا جارہاہے۔بالخصوص غیر مسلم ممالک سے درآمد کی جانے والی غذاؤں کوانکے اجزائے ترکیبیں(Ingredients) کی حلت وحرمت کی تحقیق اور تفصیل جانے بغیر استعمال کیا جارہاہے۔حالانکہ غیر مسلم ممالک سے درآمد کی جانے والی غذاؤں میں حلال وحرام اور مشتبہ اشیاء کا خلط ملط ہوناواضح ہے،تاہم حلال سرٹیفکیشن(Halal Certification) کے ادارے اس وقت فعال ہیں، جن کا کام یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے لیے ہرایک اجزائے ترکیبیں کی تحقیق کرے کہ اس کا ماخذ(Source) کیاہے حلال ہے یاحرام؟اور مصنوعات میں خنزیر(Pig) کا گوشت یاجیلاٹین(Gelatin) توشامل نہیں ہے، کیونکہ اکثر مسلمان ممالک میں ماکولات، مشروبات، ادویات سے متعلق اشیاء غیر مسلم ممالک سے درآمد ہوتی ہیں۔ان چیزوں کے اجزا(Ingredients) غیر مسلم ممالک سے درآمد ہوتے ہوں اوران اجزاء میں یقیناًیاغالب گمان کے درجے میں حرام یاقوی درجے کے مشکوک اجزاء ہوتے ہیں،توایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، کیونکہ حلال وحرام کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں کے ساتھ ہے اوران تمام شعبوں میں حلال وحرام کی رعایت رکھنا مسلمان کے فرائض میں شامل ہے۔

حلال وحرام کا تصور بنیادی طورپر قرآن وسنت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے جو مسلمانوں کی طرف متوجہ ہے۔اوراس کے مطابق زندگی گزارناہر مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے،اور حلال طریقوں سے تیار شدہ حلال مصنوعات کا استعمال جہاں بھی رہتے ہیں، مسلمانوں کی ایک اہم ضرورت ہے،اور مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی قرآن وسنت کے مطابق بنائے،تاہم عصر حاضر میں گلوبلائزیشن اور فوڈانڈسٹری کی بے پناہ ترقی کی وجہ سے مسلمانوں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ شریعت کی بنیاد پر حلال سرٹیفکیشن کا ایک ایسامضبوط مربوط نظام قائم کیاجائے جو حلال وحرام کے مسئلہ میں مسلمان صارف کی دینی ضروریات پوراکرسکے،کیونکہ دنیابھر میں سلامتی کے وسیع پیمانے پر خوف، جیسے کھانے کی حفاظت اور بیماری کے خطرے کی وجہ سے، غیر مسلم لوگ بھی حفاظت اوراپنی صحت کیلئے حلال کھانے کو ترجیح دیتے ہیں،لہذاجوچیزیں مسلمان ممالک میں مقامی طورپر مسلمان خود تیار کرتے ہیں، مثلا مسلمان ذابحین مقامی طورپر خود جانور ذبح کرتے ہیں یا ماکولات، مشروبات،ادویات اور کاسمٹیکس سے متعلق دوسری اشیاء توایسی چیزوں کی حلال سرٹیفیکیشن ازروئے شریعت ضروری نہیں، لیکن اگر مسلمان ممالک میں ماکولات، مشروبات،ادویات اور کامیکس سے متعلق اشیاء غیر مسلم ممالک سے درآمد ہوتی ہیں یاوہ مسلمان صانعین مسلم ممالک میں تیار توکرتے ہیں لیکن ان چیزوں کے اجزائے(Ingredients) غیر مسلم ممالک سے درآمد ہوتے ہوں اوران اجزاء میں یقینایاغالب گمان کے درجے میں حرام یاقوی درجے کے مشکوک اجزاء ہوں،توایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفیکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفیکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابل اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔اوراس میں مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

گوشت کے حلال ہونے میں شرعی ضابطہ

شریعت مطہرہ نے بعض اشیا میں اباحت اور بعض میں حرمت کو اصل حکم قرار دیا ہے، جیسے فقہاء رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق گوشت میں اصل حکم حرام ہونا ہے، جبکہ گوشت کے علاوہ کھانے پینے کی دیگر اشیا میں اصل حکم اباحت یعنی حلال ہونا ہے۔اور انکے حرام ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، بلکہ اسکے برعکس گوشت اصلاً حرام ہے، اس کے حلال ہونے کیلئے حلال ذبیحہ کی شرعی شرائط پوری کرنا ضروری ہے، اور اُن حیوانات کا گوشت کھانا جو حلال ہیں، اُس وقت تک درست نہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اسے ایسے افراد نے ذبح کیا ہے جو اس کے اہل تھے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مردار کا گوشت، خون، خنزیر کا گوشت، اور اس جانور کا گوشت جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، اور وہ جانور جو گلا گھونٹنے سے مرا ہو، جو چوٹ لگنے سے مرا ہو، اور جو گرنے سے مرا ہو، یا جو سینگ لگنے سے مرا ہو یا پھر وہ جانور جسے درندوں نے چیر پھاڑ کھایا ہو، ان سب کو حرام کر دیا ہے ماسوائے اُن کے جنہیں پاکیزہ (ذبح) کر لیا جائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبیحے کو دین کی نشانیوں اور اسلامی شریعت کی خاصیتوں میں سے بتلایا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

امرت ان أقاتل الناس حتى يقولوا: لا اله الا الله فاذا قالوہا وصلوا صلاتنا واستقبلوا قبلتنا وذبحوا ذبيحتنا فقد حرمت علينا دماؤہم واموالہم الا بحقہا۔ [2]ترجمہ: "مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ کہیں کہ "لاالہ الا اللہ" پس جب انہوں نے یہ کہا اور ہماری نماز پڑھی، ہمارے قبلے کی جانب منہ کیا اور ہمارے ذبیحے کی طرح ذبح کیا تو ہم پر ان کا خون اور مال حرام ہو گیا مگر اُس کے حق کے ساتھ"

اسی طرح حضرت عدی بن حاتم کی حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گوشت کے اندر اصل حرمت ہے، جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ ہو جائے اور حضور ﷺ نے اس شکار کے کھانے سے منع فرمایا کہ جس شکار میں شکاری کتے کے علاوہ دوسرا کتا بھی شامل ہو جائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: عن عدی بن حاتم ؓقال: قلت يا رسول الله ا انی ارسل كلبی اجد معه كلبا آخر ،لاادری ايہما اخذه؟ فقال: لاتأكل! فانما سميت على كلبك ولم تسم على غيره۔[3]۔ پس یہ دلیل ہے کہ حیوانات میں اصل تحریم ہے مگر یہ کہ انہیں شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پاکیزہ کر لیا جائے۔ اور یہ کہ جانور کا ذبح کرنا عبادات میں سے ہے اور اسے شرعی احکامات کے مطابق ہونا چاہیے۔ انسان کو اس سلسلے میں آزادی نہیں دی گئی کہ وہ اس میں شرعی اصول وضوابط کا خیال رکھے بغیر کوئی تصرف کرے۔

اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ اگر کہیں کسی چیز سے متعلق واقعی صورت حال مشتبہ ہو، مثلاً ایک قابل اعتبار مسلمان کسی چیز کے بارے میں یہ خبر دے کہ وہ حلال ہے اور دوسرا معتبر مسلمان اسی چیز سے متعلق یہ بتائے کہ وہ حرام ہے، اور کوئی ذریعہ ایسا نہ ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ان دو خبروں میں سے کون سی خبر واقع کے مطابق ہے؟ ایسی صورت میں فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اس چیز کے اصل حکم کو دیکھ کر اس کے مطابق حلت یا حرمت کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اگر کسی جانور میں حلت اور حرمت دونوں وجہیں پائی جاتی ہیں تو جانب حرمت کو ترجیح ہو گی۔ کیونکہ احادیث بھی اس اصول پر دلالت کرتی ہیں کہ گوشت کے اندر اصل حرمت ہے' جب تک کہ یہ یقینی طور پر ثابت نہ ہو جائے کہ وہ حلال ہے۔

---

2 ۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحيح البخاری، باب الصلاة، ح392

3 ۔ بخاری، صحيح البخاری، كتاب الذبائح، ح5492

غیر مسلم ممالک سے آنے والا گوشت اور اسکے متعلق تحقیق

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ حرام و حلال کی تمیز کرنا ایک اہم شرعی فریضہ ہے، اسی طرح یہ بات بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ وہ پاکیزہ چیزیں کھانا جنہیں اللہ نے ہمارے لیے حلال کیا ہے اور ان چیزوں کو ترک کرنا جو حرام کی گئی ہیں، انسان کے دل اور اعمال پر بہت بڑی تاثیر رکھتی ہیں۔اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام انسانوں کو حلال طیب کھانے کا حکم دیا ہے جیسا کہ وہ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:۔۔۔۔"لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ۔[1]۔اور یہی حکم اللہ نے اپنے محبوب کو بھی یوں دیا ہے:"اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل نیک کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں ان سے واقف ہوں"[4]۔پس پاکیزہ چیزوں میں سے کھانے کا انسان کے نفس اور بدن پر قابل تعریف اثر پڑتا ہے، چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ پاکیزہ چیزوں کی جانب رغبت کریں، حرام سے اجتناب برتیں اور مشتبہ چیزوں کو چھوڑ دیں۔

اسی سلسلے میں آج کل ملک پاکستان کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں جو گوشت کھانے کے لئے مہیا کیا جاتا ہے وہ اکثر غیر مسلم ممالک جیسے ساؤتھ افریقہ ،فرانس ،اور آسٹریلیا سے لایا جاتا ہے اسکے علاوہ سعودی عرب میں جو گوشت بکتا ہے، خاص طور پر ایام حج کے دوران ان میں سے بھی کچھ بیرون ممالک سے آتا ہے، کیونکہ عازمین حج وعمرہ کے لئے ان کی ضرورت کے مطابق گوشت مہیا کرنے کے لئے اتنے جانور وہاں موجود نہیں ،جو گوشت غیر مسلم ممالک سے درآمد کرتے ہیں یا ہمارے ہوٹلوں میں جو گوشت آتا ہے، اس کے بارے میں بعض علماء مندرجہ ذیل خدشات کا اظہار کرتے ہیں۔

1: ذبح کرنے سے پہلے بیہوش کرنے کیلئے یا تو کرنٹ دیتے ہیں یا پستول چلاتے ہیں یا کاربن ڈائی اکسائیڈ گیس استعمال کرتے ہیں۔

2: مشین سے ذبح کرتے ہیں جس میں بسا اوقات رگیں بھی نہیں کٹتیں۔

3: بیرون ممالک کے اہل کتاب ذبح کرتے ہیں، اگرچہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے مگر وہ برائے نام اہل کتاب ہیں۔ پس ان خدشات کے بناء پر ماکولات میں جو گوشت غیر مسلم ممالک سے درآمد ہوتا ہے انکی تحقیق اور طمینان قلبی حاصل کرنا ضروری ہے۔

غیر مسلم کمپنیوں میں ذبیحے کا طریقہ کار:

مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: جہاں تک ذبحہ کا طریقہ کار کی بات ہے اور جو مرغیوں کے ذبح کیے جانے میں اختیار کیا جاتا ہے جسے میں نے کینیڈا، جنوبی افریقہ ،ری یونین کے جزیرے میں دیکھا ہے، تو یہ ایک بہت بڑی مشین ہے جس میں ذبح سے لے کر پیک کیے جانے تک کے تمام مراحل شامل ہوتے ہیں۔ایک طرف سے اس مشین میں زندہ مرغی داخل ہوتی ہے اور دوسری جانب سے اس کا صاف کردہ پیکٹوں میں بند گوشت برآمد ہوتا ہے۔درمیان کے تمام مرحلے جن میں ذبحہ ،پروں کا ہٹایا جانا، انتڑیوں وغیرہ کا نکالا جانا اور گوشت کی صفائی وٹکڑے کیے جانے، اسے پیکٹوں میں بند کیے جانے کا عمل اسی الیکٹرانک مشین کے اندر انجام پاتا ہے۔تو اس طریقے میں شرعی نقطۂ نظر سے چار باتوں کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے:

اول: مرغیوں کو ٹھنڈے پانی سے گزارے جانے کا مرحلہ جس میں برقی رو بھی دوڑ رہی ہوتی ہے۔

دوم: ایک گول شکل والی چھری کے ذریعے حلقوم کا کاٹا جانا۔

---

4 ۔ القرآن، 51:23

سوم: مرغیوں کو گرم پانی سے گزارنا۔

چہارم مذکورہ میکانیکی طریقِ کار میں تسمیہ کا فریضہ کیسے ادا کیا جاتا ہے؟ مفتی صاحب فرماتے ہیں ہم نے جس طریقِ کار کو دیکھا ہے اس میں شرعی نقطۂ نظر سے یہ قباحتیں ثابت ہوتی ہیں۔

1: بعض مذبح خانوں میں مرغی کو ذبح کیے جانے سے قبل ٹھنڈے پانی میں غوطہ دیا جاتا ہے جس میں برقی رو دوڑ رہی ہوتی ہے جس سے یہ خدشہ باقی رہتا ہے کہ ذبیحے سے قبل ہی یہ برقی رو مرغی کی موت کا باعث بن جائے۔

2: گول چھری اگرچہ اکثر و بیشتر صورتحال میں رگیں کاٹنے کیلئے کافی ہوتی ہے، مگر بعض اوقات مرغی کی گردن پوری طرح اُس کی زد میں نہیں آتی۔ چنانچہ اس کا حلقوم نہیں کٹتا یا پھر ایک بہت معمولی حصہ ہی کٹتا ہے۔

3: مذکورہ گول چھری کی موجودگی میں یہ ممکن نہیں کہ ہر مرغی پر تسمیہ پڑھا جائے، یا پھر یہ مشین چلاتے ہوئے بسم اللہ پڑھی جائے، یا پھر وہ شخص جو اس چھری کے پاس کھڑا ہوتا ہے، شرعی شرائط وضوابط پر پورا نہیں اترتا۔

4: وہ گرم پانی جس سے مرغی کو گزارا جاتا ہے، خدشہ ہے کہ وہی مرغی کی موت کا باعث بنے۔[5]

جرمنی(Germany) میں گائے بیل بکریوں کے ذبیحے کا طریقہ کار

ریاض سے شائع ہونے والے رسالے "الدعوۃ" نے ڈاکٹر محمود الطباع جن کا تعلق ابہا سے ہے، کا ایک مضمون اپنے شمارہ نمبر 673 میں اکیس ذوالقعدہ 1398 ہجری۔ کو شائع کیا جس کا عنوان یہ تھا کہ "تاکہ ہم حرام نہ کھائیں۔ مذکورہ مضمون کچھ یوں تھا:

"میں ڈاکٹر محمود الطباع جانوروں کا ڈاکٹر ہوں اور میں نے اپنی اسٹڈی مغربی جرمنی میں مکمل کی ہے۔ تعلیم کے ابتدائی مراحل میں ہی میں نے اور میرے ساتھی دیگر مسلمان بھائیوں نے اس مشکل کو اپنے سامنے پایا کہ یہاں کے مذبوح جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور ہم نے چاہا کہ ذبح کے طریقِ کار سے متعلق اپنا اطمینان کر لیں۔ میں اپنے چند مسلمان بھائیوں کے ہمراہ "ہانوفر" شہر میں واقع مذبح خانے چلا گیا۔ وہاں ہم نے قصائیوں کو دیکھا کہ انہوں نے گائیں لا کر ایک خاص قسم کے پسٹل سے ان کے سروں پر فائر کیا۔ پھر تقریباً پون گھنٹہ انہوں نے آرام کرنے اور خورد ونوش میں گزار دیا اور اس کے بعد اٹھ کر گایوں کو ان کی پچھلی ٹانگوں پر اونچائی پر بندھے ہوئے متحرک ہکوں سے لٹکا دیا۔ پھر ان کے سروں کو کاٹا، ان کی کھال اتاری اور گایوں کو درمیان سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر اس کی آلائشات اور اندرونی اعضاء کے نکالے جانے کے بعد اسے پانی سے دھویا۔ اس پانی کا رنگ خون کی طرح سُرخ تھا۔ اس سے قبل جب ان کارندوں نے آرام کے وقفے کے بعد گایوں کے سر کاٹنا شروع کیے تھے تو ہم نے دیکھ لیا تھا کہ گائیں اس سے پہلے ہی مردہ تھیں اور ان کا کھانا ہمارے دین میں جائز نہ رہا تھا۔ ہم نے یہ بات مسلمان طالب علموں کو بتا دی تھی اور وہ سب بھی جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی اکثریت خنزیر کا گوشت کھانے سے بھی باک نہیں کرتی تھی تو مردار کی ان کے نزدیک کیا اہمیت رہی ہو گی۔[6] "

---

5 ۔ تقی عثمانی، فقہی مقالات (کراچی: میمن اسلامک پبلشرز، 2021) ج 4، ص 254۔

6 ۔ محمود الطباع، تاکہ ہم حرام نہ کھائیں، مجلہ الدعوہ: ادارہ تحقیقات اسلامی، شمارہ نمبر 673۔

خلاصہ: ڈاکٹر صاحب نے جرمنی میں قصائیوں کو دیکھا کہ وہ پسٹل سے گائیوں کے سروں پر فائر کرتے تھے، پھر آرام کرتے تھے پھر ان کے سروں کو کاٹتے تھے اور یہ اس وقت ہوتا تھا جب ان میں زندگی کی معمولی سی حرارت بھی باقی نہ رہتی تھی۔ انہوں نے اس بات کا مشاہدے کے ذریعے یقین کر لیا کہ گایوں کو اُس وقت تک ذبح نہیں کیا گیا تھا جب تک وہ مر نہ چکی ہوتی تھیں۔

برنسیبا (Brisa) کمپنی میں مرغیوں کے ذبیحے کا طریقۂ کار

برنسیبا" پولٹری کمپنی، یہ کمپنی "بونٹاکروسا" شہر اور برازیلی ولایت "بارانا" میں واقع ہے، یہ کمپنی اپنے خاص فارمز میں مرغیوں کی پرورش کرتی ہے اور انہیں ذبح کر کے ہر ماہ تقریباً 150 ٹن گوشت کی پیکنگ کر کے انہیں چند اسلامی ممالک میں بھجواتی ہے اور ایسا "بٹروبراز" نامی برازیلین کمپنی کے توسط سے ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں پیکنگ کیلئے ایسی نایلون کی تھیلیاں اور کارٹن استعمال کیے جاتے ہیں جن پر عربی میں یہ عبارت ہوتی ہے کہ "اسلامی طریقے سے ذبح کیا گیا"۔۔ اور جب بعض مسلم ممالک میں وزارتِ تجارت نے درآمد کنندگان سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اوراق کے ساتھ ایسا کوئی سرٹیفکیٹ بھی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ درآمد کیے جانے والے اس گوشت کے سلسلے میں اسلامی ذبیحے کے اصولوں کا خیال رکھا گیا ہے، تو مذکورہ کمپنی نے قریبی شہر کورٹیبا میں موجود اسلامی تنظیم کے سربراہ سے اس سلسلے میں رابطہ کیا اور اُس کے حسین العمیری نامی شخص سے یہ اتفاق رائے کیا کہ وہ ہر مرتبہ اس گوشت کے برآمد کیے جانے کے موقع پر ایک تصدیق نامہ دیں گے کہ ذبیحہ اسلامی اصولوں کے عین مطابق کیا گیا ہے۔ اس کے بدلے میں برآمد ہونے والے گوشت کی مجموعی مالیت کا ایک فیصد انہیں دیا جائے گا۔۔ اور مرغیوں کا طریقہ کار کچھ یوں ہے کہ مرغیوں کو پاؤں سے باندھ کر سر کے بل ایک مشینی آلے سے لٹکا دیا جاتا ہے جو انہیں لے کر ایک شخص کی سمت جاتا ہے جس کے ہاتھ میں چھرا ہوتا ہے اور وہ بڑی تیزی سے ان کی گردنیں کاٹتا ہے۔ مذکورہ مشینی آلہ ان مرغیوں کو گرم پانی تک لے جاتا ہے جہاں انہیں غوطہ دیا جاتا ہے اور اس کے ذریعے ان کے بدن سے پروں کو علیحدہ کیا جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ مرغی کی صرف ایک ہی رگ کٹی ہو، اور عین ممکن ہے کہ مرغی کو گرم پانی میں اُس کے مرجانے سے پہلے ہی غوطہ دے دیا جاتا ہو کیونکہ ذبح کرنے والے اور مرغی کو لے کر حرکت کرنے والی مشین بہت تیز رفتار ہوتی ہے۔ مجھے ذبح کرنے والے پر شک ہے کہ آیا وہ مسلمان تھا، اہلِ کتاب میں سے تھا یا پھر بت پرست یا ملحد تھا۔ پیکنگ پر یہ تصدیق لکھی جاتی ہے کہ "اسلامی طریقے سے ذبح کیا گیا" جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو تصدیق کنندہ اور نہ ہی اس کے کسی مقرر کردہ نمائندے نے اپنی آنکھوں سے ذبیحے کا مشاہدہ کیا ہوتا ہے۔ اس کے بدلے میں انہیں معاوضہ ملتا ہے اور یہ تصدیق بہ امرِ مجبوری حاصل کی جاتی ہے کیونکہ اکثر ممالک کی وزارتِ تجارت نے درآمد کنندگان پر یہ شرط عائد کی ہوتی ہے کہ وہ تحریری تصدیق نامہ لائیں کہ یہ ذبیحہ اسلامی ہے۔ میں نے اس کمپنی کے سربراہ سے مطالبہ کیا کہ ذبح کے طریقۂ کار میں تبدیلی کی جائے یہاں تک کہ یہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہو جائے، تو اس نے اس پر آمادگی ظاہر کی البتہ یہ شرط عائد کی کہ ہم انہیں مطلوبہ مقدار پہلے سے متعین کر کے بتا دیں۔[7]

آسٹریلیا، فرانس، برازیل، وغیرہ ممالک سے کمپنیوں کی بھیجی گئی رپورٹیں

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء

جن کے صدر شیخ عبدالعزیز بن باز تھے، انہوں نے کچھ لوگوں کو مقرر کیا تھا کہ وہ بالمشافہ تمام بیرونی ممالک کے مذبح خانے جو سعودی عرب کو گوشت مہیا (ایکسپورٹ) کرتے ہیں، وہاں جائیں اور ان کے بارے میں تحریری رپورٹ لکھیں کہ آیا وہ اسلامی طریقے پر ذبح کرنے کے تمام شرائط واصول کے موافق ذبح کررہے یا نہیں؟ چنانچہ ان ممالک میں سے آسٹریلیا، فرانس، لندن، یونان، ڈنمارک، مغربی جرمنی وغیرہ ممالک سے رپورٹیں بھیجی گئیں، جن کا خلاصہ یہ تھا کہ کچھ مذبح خانوں میں جاکر یہ پتہ چلا کہ اس کمپنی کا مالک ایک قادیانی تھا، جیسے آسٹریلیا کی کمپنی ''الحلال الصادق''۔ اور یہ کمپنی گائے، بکریاں اور پرندے ذبح کرنے میں اسلامی طریقہ اختیار نہیں کرتی، لہٰذا اس کمپنی کا مذبوحہ کھانا حرام ہے۔ کچھ کمپنیوں کے بارے میں یہ پتہ نہیں چلا کہ کمپنی کا مالک مسلمان ہے یا کتابی ہے یا بت پرست ہے یا ملحد ہے؟ جیسے فرانس کی کمپنی برئسا (Brisa) اسی طرح لندن میں ذبح کے طریقہ کار کے بارے میں یہ رپورٹ آئی کہ وہاں پر ذبح کرنے والے دین سے منحرف نوجوان، بت پرست اور دھریئے ہیں۔ ذبح کا طریقہ کار یہ ہے کہ مرغی کو ایک مشین میں ڈالا جاتا ہے، جب وہ مشین سے باہر نکلتی ہے تو وہ مردہ حالت میں ہوتی اور تمام پر اکھڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کا سر کٹا ہوا نہیں ہوتا، بلکہ اس کی گردن پر ذبح کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ خود مذبح کے انگریز مالک نے بھی ان باتوں کا اقرار کیا۔ الغرض یہ کہ اکثر بیرونی مذبح خانوں پر ایسی رپورٹیں تحریر کی گئی تھیں جن کی بناء پر ان کمپنیوں کے گوشت کے بارے میں ''هيئة كبار العلماء'' نے حرمت کا فتویٰ جاری کر دیا۔ اور بالآخر یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ جن گوشت کے پاکٹوں پر یہ تحریر لکھی ہے کہ ''برآمد شدہ گوشت حلال ہے'' یہ تحریر اس گوشت کی حلت کے لئے کافی نہیں ہے۔.[8]۔ لہٰذا ایسے گوشت کو نہ کھایا جائے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے..احکام الذبائح للشیخ محمد تقی عثمانی حفظه الله۔

جانور ذبح کرنے کی شرعی شرائط:

فقہائے کرام رحمہم اللہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ذبح کیلئے چار شرائط ہیں:

1۔ ذبح کرنے والے کا اہل ہونا، مطلب عاقل ہو اور کسی آسمانی دین کا پیروکار ہو، چاہے وہ مسلمان ہو یا اہلِ کتاب میں سے ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے"[9]۔

2۔ ذبیحے کے صحیح ہونے کی دوسری شرط کا تعلق آلۂ ذبح سے ہے، ایسا آلہ کہ تیز دھار ہو اور زخم اس کی دھار سے لگے نہ کہ اس کے وزن سے، جیسے چھری، تلوار یا تیز دھار پتھر وغیرہ

3۔ غذا کی نالی، حلقوم اور دو شریانوں کو کاٹنا، اس میں راجح قول یہ ہے کہ ان چار میں سے بلا کسی تعین کے کوئی سی بھی تین کٹ جائیں تو ذبیحہ درست ہے۔ "مرئ" اُس نالی کو کہتے ہیں جس سے کھانے پینے کی اشیاء گزر کر معدے میں جاتی ہیں، حلقوم کے ذریعے سانس کی آمد و رفت جاری رہتی ہے جبکہ "وجدین" اُن دو شریانوں کو کہتے ہیں جو گردن کی دو اطراف میں ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے خون کی آمد و رفت ہوتی ہے۔

4۔ یہ ہے کہ ذبیحے پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر

8-Taqi Usmani, LegaL Rulling on Slaughtered Animals,(Karachi,Maktaba Dar uloom,2002),ChapterNo.100

9 ۔القرآن:5.5

ایمان رکھتے ہو تو اسے کھا لیا کرو"[10] پس ان مبارک آیات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اُن ذبیحوں میں سے کھائیں جن پر اُس کا نام لیا گیا ہو جبکہ اُن ذبیحوں کے کھانے سے منع فرمایا گیا ہے جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور اسے فسق کہا گیا ہے۔

مذبوح کے بارے میں اگر شک ہو کہ اہل ہے یا نہیں مسلمان ہے یا غیر مسلم کیا شرعی شرائط کا خیال رکھا گیا یا نہیں:

اگر گوشت کے بارے میں شک ہو اور بات تاریکی میں رہے کہ ذبح کرنے والا اہل تھا یا نہیں اور کیا ذبیحے کے وقت اس کی شرعی شرائط کا خیال رکھا گیا ہے یا نہیں، ایسا اگر اسلامی ممالک میں ہو تو وہ داخلی گوشت جو وہاں کے بازاروں میں فروخت ہوتا ہے، اُس کا کھانا حلال ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ حُسن ظن رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ وہ غالب طور پر ذبیحہ کرتے ہوئے شرعی طریقے کی مخالفت نہیں کرتے۔ اِس گوشت کا کھانا اُس صورت میں بھی جائز ہے جبکہ ہمیں اس بات کا علم بھی نہ ہو کہ ذبح کرنے والا کون ہے؟ اور یہ کہ کیا اُس نے ذبیحے پر اللہ کا نام لیا بھی ہے یا نہیں؟ اس لیے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: ان قوماً قالوا للنبیاان قوما یأتوننا بلحم لاندری اذکر اسم الله ام لا؟ فقال: سموا علیه انتم وکلوه۔ قالت عائشه وکانوا حدیثی عهد بالکفر۔[11]۔ ایک قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ہمارے پاس ایک قوم گوشت لے کر آئی ہے، ہمیں علم نہیں کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں" تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اُس پر اللہ کا نام لو اور اُسے کھالو" حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "وہ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔

اور اگر گوشت سے متعلق بات تاریکی میں رہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ ذبح کرنے والا اہل تھا یا نہیں اور یہ کہ کیا ذبیحے کے وقت اس کی شرعی شرائط کا خیال رکھا گیا ہے یا نہیں؟ اور ایسا غیر مسلم ممالک میں ہوا ہو، یا پھر مسلم ممالک میں ہی ہو مگر یہ گوشت غیر مسلم ممالک سے درآمد کردہ ہو، تو اس کا کھانا اور استعمال کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک یہ بات پوری طرح اور یقین کے ساتھ واضح نہ ہو جائے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اُن اہلِ کتاب میں سے تھا جو اپنے دین پر پوری طرح قائم ہیں، اور ذبیحہ بالکل اُن شرائط کے مطابق کیا گیا جو شریعت میں اس کیلئے رکھی گئی ہیں۔ ایسا اس لیے ہے کہ غیر اہلِ کتاب کی جانب سے ذبح کیا جانے والا جانور مردار کے حکم میں آجاتا ہے۔

موجودہ دور کے اہل کتاب کا ذبیحہ:

احکام کے لحاظ سے اسلام نے غیر مسلم گروہوں کو دو فرقوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک اہل کتاب، دوسرے عام غیر مسلم، اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو کے رسالت اور وحی والہام کے قائل ہیں اور کسی ایسے نبی اور اس کی کتاب پر ایمان رکھتے ہوں جن کی نبوت کی خود اسلام نے تصدیق کی ہو۔ ایسی قومیں دنیا میں دو ہی ہیں۔ یہودی اور عیسائی۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور تورات کو کتاب اللہ مانتے ہیں۔ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت کے قائل ہیں اور انجیل کو الہامی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ پھر یہ دونوں وہ شخصیتیں ہیں جن کو نبی ہونے کی خود قرآن شہادت دیتا ہے۔ اس لئے ان دونوں کو ماننے والے اہل کتاب قرار پائے۔ چاہے وہ حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ ہی کیوں نہ ٹھہراتے ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق جو نرمی برتی ہے وہ جانتے اور بوجھتے ہوئے کہ ان کے عقائد و افکار حضرت مسیح کے بارے میں مبالغہ

10۔القرآن :118.4

11 ۔بخاری، صحیح البخاری، ح5507

آمیز ہیں، لہٰذا اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے قرآن مجید میں ہے: الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ[12].. کل پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لئے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے۔

یہاں بعام سے مراد بالاجماع ذبیحہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ، ابوامامہ، مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ عطاء، حسن بصری، مکحول، ابراہیم نخعی وغیرہ تابعین، سدی مقاتل بن حیان جیسے اہل علم نے وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ سے ذبیحہ ہی بیان فرمایا ہے۔ اسی پر اہل علم کا اجماع ہو چکا ہے کہ اہل کتاب (یہود و عیسائی) کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ کیونکہ ان کے اعتقاد میں غیر اللہ کا ذبیحہ حرام ہے؟ اور ذبیحہ پر اللہ کا ہی نام لیتے ہیں، اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے عقائد رکھتے ہین جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں امام ابن کثیر ارقام فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو أُمَامَةَ وَمُجَاهِدٌ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَعِكْرِمَةُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ، وَمَكْحُولٌ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، والسُّدِّيُّ وَمُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ: يَعْنِي ذَبَائِحَهُمْ، وَهَذَا أَمْرٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ، أَنَّ ذَبَائِحَهُمْ حَلَالٌ لِلْمُسْلِمِينَ، لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُونَ تَحْرِيمَ الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللَّهِ، وَلَا يَذْكُرُونَ عَلَى ذَبَائِحِهِمْ إِلَّا اسْمَ اللَّهِ، وَإِنِ اعْتَقَدُوا فِيهِ تعالى ما هو منزه عنه تَقَدَّسَ وَ تَعَالَى. [13]۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب سے مراد وہ یہود و نصاریٰ ہیں جن کے آباواجداد رسول اللہ ﷺ کے عہد میں موجود تھے، وہ نہیں ہے جو ابھی ابھی یہودی یا مسیحی بنے ہیں وہ اہل کتاب ہرگز نہیں، اسی طرح جو مسلمان عیسائی بنتا ہے وہ عیسائی ہرگز نہیں، لہٰذا نسل در نسل آنے والے یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ حلال ہے۔ تاہم ان کے ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے تین شرطوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

اول: یہ کہ ذبیح کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا گیا ہو جو اسلام نے بیان کیا ہے۔

دوسرے: اس پر واقعی اللہ کا نام لیا جائے۔ اگر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور کسی اور کا یا حضرت مسیح کا نام لیا جائے تو اب اس کا کھانا حلال نہ ہوگا۔[14]

تیسرے: وہ واقعی اہل کتاب ہوں، یعنی حقیقی معنوں میں رسالت اور الہام و وحی وغیرہ کے قائل ہوں۔ مگر وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی ہستی، رسالت اور مذہب کے منکر ہوں تو چاہیے وہ رسماً یہودی و عیسائی ہی کیوں نہ کہلائیں۔ حقیقت میں وہ اہل کتاب نہ ہوں گے اور نہ ان کے ذبیحے مسلمانوں کے لئے حلال ہوں گے۔

ان تفصیلات پر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ یورپ میں لوگ اہل کتاب کہلاتے ہیں عموماً ان کے ذبیحے حلال نہیں ہوتے۔ اول تو ان کی اکثریت الحاد اور دہریت کی قائل ہے اور مذہب الہام و وحی وغیرہ کی سخت منکر ہے۔ وہ تو ان عقائد کا مذاق اڑاتی ہے اور مذہبی دنیا کے اپنے خیال میں توہماتی عقیدوں سے آزاد ہو جانے کی تلقین کرتی پھرتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ مذہب سے دوری کی وجہ سے ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا بھی ان کے ہاں متروک ہے۔ پس اہل کتاب (یہود و عیسائی) کا وہ ذبیحہ حلال ہے جو اسلام کے مطابق ذبحہ کیا گیا ہو اور واقعی اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ یعنی کوئی یہودی یا عیسائی خود یہ وضاحت کرے کہ ہم نے اس کو اللہ کا نام لے کر شرعی طریقے پر ذبح کیا ہے یا کوئی دوسرا غیر مسلم اس طرح کی خبر دے اور اس کو جھٹلانے کے لئے کوئی واضح وجہ نہ ہو تو اہل کتاب کا ایسا ذبیحہ بلاشبہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے، ورنہ اجتناب کرنا چاہیئے۔

12۔ القرآن:5:4.

13 ۔ عمادالدین ابن کثیر، تفسیر ابن كثیر (بيروت: دار القلم، 2004) ج2، ص22

14 ۔ عبدالرحمن جزیری، الفقه على المذاهب الاربعة (بيروت: دار الكتب العلميه، 2003) ج1، ص726

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت کی شرعی حیثیت

مندرجہ بالا نصوص اور فقہاء وعلماء کرام کے مشاہدوں اور رسائل میں چھپنے والی تحریروں سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ غیر مسلم ممالک سے درآمد کئے جانے والے مرغیوں اور دیگر پرندوں اور جانوروں مثلاً گائے وغیرہ کا گوشت، اور ڈبوں میں محفوظ کیا جانے والا گوشت مثلاً (پولی بیف) اور اسی طرح "صفیح" پیکٹوں میں بند گوشت اور اس طرح کا دیگر تمام گوشت جو یورپ، آسٹریلیا، امریکا، برازیل، اور دیگر غیر مسلم ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے، اُس کا کھانا مسلمانوں کیلئے حلال نہیں ہے، البتہ اگر کوئی کتابی ہو (اہل کتاب میں سے کوئی ہو) جو اپنی کتاب کو مانتا ہو اور اللہ کے نام سے جانوروں کو ذبح کرتا ہو تو اس کا ذبح کیا ہوا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال اور جائز ہے، لیکن غیر مسلم (مثلاً مجوس، دہریے اور وہ اہل کتاب جو اپنی کتابوں کو نہیں مانتے اور اللہ کے نام سے ذبح نہیں کرتے ان) کا ذبح کیا ہوا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔[15]

کیونکہ حلال وحرام اور طاہر ونجس کے احکام کا تعلق دیانات سے ہے اور شرعاً دیانات میں صرف مسلمان کی خبر کا اعتبار ہے، چناچہ حرام گوشت کا استعمال اس وقت جائز ہے جبکہ حلال بالکل نہ ملے اور جان بچانے کے لئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو، اسی کو "اِضطرارِ شرعی" کہا جاتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ لَا اَجِدُ فِيْ مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُه اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّه رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِه فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَبَاغٍ وَلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ [16] ۔ لیکن اضطرارِ شرعی کے موقع پر صرف جان بچانے کی حد تک حرام چیز کا استعمال دُرست ہے، لذّت حاصل کرنے کے لئے یا پیٹ بھر کر کھانا دُرست نہیں، کیونکہ مسلمانوں کے لئے کسبِ حلال اور اکلِ حلال دونوں ضروری اور فرض ہیں، حلال کو ترک کرنا اور حرام کو اختیار کرنا بغیر ضرورتِ شرعی ناجائز وحرام ہے۔ چناچہ اگر کسی چیز میں حلال وحرام کا شبہ ہو تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ احتیاط کا راستہ اختیار کرے اور اس چیز سے اجتناب کرے جس کے حلال ہونے میں شبہ واقع ہو اور ایسا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرے کہ:

عن أبي الحوراء السعدي قال: قلت للحسن بن علي: ما حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: حفظت منه: دع ما يريبك إلى ما لا يريبك۔[17] جو تمہیں شک میں ڈالے اُسے چھوڑ کر وہ اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالتا ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کے پیش نظر بھی ایسا کرنا چاہیے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ یقیناً حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، لیکن حلال وحرام کے درمیان ایسی چیزیں ہیں جو دونوں سے ملتی ہیں، یعنی ان میں شبہ ہے۔ اور ان کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ تو جو شبہات سے بچا، وہ اپنے دین اور آبرو کو سلامت لے گیا اور جو شبہات میں پڑا، وہ آخر حرام میں بھی پڑا اس چرواہے کی طرح جو حِمی (یعنی روکی ہوئی زمین) چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے۔ قریب ہے کہ اسکے جانور حِما کو بھی چر جائیں گے[18]۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے: "و من اجترأ على ما يشك فيه من الاثم اوشك ان يواقع ما استبان[19]۔ اور جو کچھ اس گوشت کی پیکنگ پر لکھا ہوتا ہے (اسلامی طریقے سے ذبح کیا گیا) اور اس کی تصدیق ایسے لوگوں کی جانب سے

---

15 ۔ محمد تقی عثمانی، بحوث فی قضايا فقهيه معاصره، احكام الذبائح (کراچی: مکتبہ المعارف، 2022) ص106

16 ۔ القرآن: 4۔144

17 ۔ احمد ابن شعیب النسائی، سنن النسائي، الحث على ترک الشبهات، ج2، ص285

18 ۔ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجه (بیروت: دار الكتب العلميه، 2009)، رقم الحدیث: 3984

19۔ بخاری، صحيح البخاری: رقم الحدیث: 2051

کی گئی جنہوں نے نہ خود اس ذبیحے کو ہوتے ہوئے دیکھا نہ ان کے کسی نائب نے دیکھا، اور اس کے بدلے وہ اجرت لیتے ہیں، تو یہ اسے حلال نہیں کرتی۔ کیونکہ تصدیق کرنے والے یہ لوگ یا تو قادیانیوں میں سے ہو سکتے ہیں، یا پھر دین کے معاملات میں سستی کرنے والے ایسے افراد کی جانب سے یہ تصدیق کی جاتی ہے جنہیں سب سے زیادہ فکر اپنے پیٹ کی ہوتی ہے جیسا کہ مندرجہ بالا دعیان اسلام کی رپورٹس میں ذکر کیا گیا۔ البتہ اگر گوشت مسلم ممالک سے درآمد شدہ ہے اور اس گوشت کے پیکٹ پر حلال لکھا ہوا ہے تو اس کے استعمال کی اجازت ہے کہ ذبیحہ اور گوشت کو حلال سمجھنے اور کھانے کے لئے گمانِ صحت کافی ہوتا ہے، جیسا کہ فقہاء کی تصریحات سے مستفاد ہوتا ہے۔[20]

لہذا ایسا گوشت جو غیر مسلم ممالک سے درآمد ہوتا ہو اس کا استعمال دعوتوں اور شادی بیاہ کی تقریبات میں کرنا ناجائز ہے۔ یہاں تک کہ اس بات کا پورے یقین کے ساتھ علم نہ ہو جائے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہلِ کتاب کا ایسا فرد ہے جو اپنے دین پر پوری طرح قائم ہے اور ذبیحہ اسلامی شرائط کے عین مطابق ہے۔

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ پنیر کی شرعی حیثیت

کسی بھی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا مدار اس کے اجزائے ترکیبی پر ہوتا ہے، اگر اجزائے ترکیبی حلال ہوں تو ان سے تیار شدہ اشیاء بھی حلال ہوتی ہیں، اور اگر تمام یا بعض اجزائے ترکیبی حرام ہوں تو ان سے تیار شدہ اشیاء بھی حرام شمار ہوتی ہیں، اگر غیر مسلم ممالک سے درآمدہ پنیر میں اجزئے ترکیبی حلال ہو تو اس کا کھانا حلال ہوگا، بعض یورپی ممالک سے درآمدہ پنیر خنزیر کے خمیر سے تیار کرتے ہیں، خنزیر کے خمیر میں علماء کے دو اقوال ہیں:

1. امام مالک اور امام شافعی کا مذہب اس میں نجاست کا ہے اور یہی امام احمد کا بھی مذہب ہے۔
2. امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ پاک ہے، اسی طرح امام احمد کی بھی ایک روایت ہے، لیکن بظاہر یہی لگ رہا ہے کہ یہ پاک ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام نے جب بلادِ عراق کو فتح کیا تو انہوں نے مجوسیوں کے پنیر میں سے کھایا۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سنن میں "باب اکل الجبن" قائم کر کے اس کے ذیل میں ایسی کئی روایات نقل فرمائی ہیں جن میں اس کی تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوہ تبوک یا غزوہ طائف میں پنیر لایا گیا اور یہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایسی کھانے کی چیز ہے جسے مجوسی تیار کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر اللہ کا نام لو اور کھا لو۔ بعض روایات میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری منگوا کر اللہ کا نام لیا اور اس کو کاٹ دیا، ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے: "جب تم پنیر کھانا چاہو تو اس میں چھری رکھو، اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔" ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک خاتون نے پنیر کا حکم پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تو اسے نہیں کھاتی تو مجھے دے دے، میں کھا لوں گی۔ اسی طرح حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے آپ رضی اللہ عنہا نے پنیر کے بارے میں فرمایا: اسے اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ (ان روایات کے لیے ملاحظہ ہو: سنن کبری

20۔ کفایت اللہ، کفایت المفتی (کراچی: دار الاشاعت، 2016)، ج8، ص267-269

بیہقی۔[21] لیکن آج کل یورپ ممالک میں جو پنیر بنتا ہے اس میں نجس چیزوں کی آمیزش کا احتمال رہتا ہے یعنی وہ لوگ مردار یا غیر ماکول اللحم جانوروں کا رینٹ بھی اس میں ڈال دیتے ہیں، اس لیے غیر مسلم ممالک کے تیار کردہ پنیر سے احتراز ہی بہتر ہے۔

باقی غیر مسلم ممالک سے درآمدہ مصنوعات کے اجزاء کی تحقیق ضروری ہے؛ اس کے لیے آج کل حلال سرٹیفیکیشن باڈیز بنائی گئیں ہیں، جس مصنوعات پر حلال کا لوگوں ہو اور یقینی علم ہو جائے کہ اس میں حرام اجزاء شامل ہیں تو اس کا کھانا ناجائز ہوگا، لیکن جب تک کسی چیز میں حرام جزکے شامل ہونے کا یقینی علم نہ ہو اس کے کھانے کو ناجائز اور حرام نہیں کہہ سکتے کوئی شخص شبہ کی بناپر احتیاط کرے تو الگ بات ہے۔

چاکلیٹ، کیک، ٹافیاں، جیلی، مصنوعی مکھن، ڈبہ بند اشیاء کے متعلق تحقیق

وطن عزیز کی بڑے شہروں کے ریسٹورنٹس (VIP) چائینز ریسٹورنٹس، فاسٹ فوڈ سنٹرز کے کھانوں اور ڈبہ بند اشیاء چاکلیٹ، کیک، ٹافیاں، جیلی، مصنوعی مکھن سمیت دیگر کئی غیر ملکی چیزوں میں جیلاٹن استعمال ہوتا ہے اور یہ جیلاٹن جو گائے، گدھا، گھوڑا، کتا، سانپ، مچھلی، بکرا، بھیڑ، سور (خنزیر) اور مردار جانوروں کی کھال، ہڈی اور ریشوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ سبزیوں سے بھی جیلاٹین تیار کیا جاتا ہے لیکن عموماً جیلاٹین میں جانور کی ہڈی کا استعمال ہوتا ہے جو ایک مخصوص مراحل طے کرکے عمل میں لایا جاتا ہے، جیلاٹن اشیاءِ خورونوش کو لیس دار بنانے کے لئے بھی مستعمل ہے جب کہ مصنوعی مکھن ٹافیوں اور جیلی سمیت دیگر متعدد اشیاءِ خورونوش کے تیاری میں، اسے بنیادی عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔ اسکے علاوہ اشیاء کو مزیدار بنانے کے لئے بھی کئی کیمیکلز استعمال کئے جاتے ہیں جن میں اجینو موتو سب سے زیادہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے، جانورِں کا خمیر اٹھائے جانے کی بھی اطلاعات موجود ہیں۔[22]

جیلاٹین کا استعمال

جیلاٹین ہڈی یا کھال سے حاصل کئے گئے ایک گاڑھے مادہ کا نام ہے تو اس کا بنیادی استعمال بھی کھانے پینے کی اشیاء میں گاڑھا پن پیدا کرنے کے لیے کیا جاتا ہے جیسے ہمارے معاشرے میں پائے کا سالن اس وقت زیادہ لذیذ شمار ہوتا ہے جب وہ زیادہ گاڑھا ہو اور گاڑھا پن دیر تک ہلکی آنچ پر پکنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ یعنی ہڈی کو زیادہ دیر تک ہلکی آنچ پر پکانے سے اس میں موجود جیلاٹین کی زیادہ سے زیادہ مقدار شوربے میں داخل ہو کر اسے گاڑھا بنا دیتی ہے، جیلاٹن ایک پروٹین کا نام ہے اسکا فائدہ یہ ہے کہ یہ اشیاء کو جمانے کا کام کرتا ہے نیز یہ ایک ٹھوس مادہ ہے مگر گیلا ہونے پر فوراً تحلیل ہو جاتا ہے، جیلاٹین کا استعمال ٹافی، چاکلیٹ، جیلی، چیونگم، کیک، آئیس کریم، مٹھائی، دوا، بسکٹ، بریڈ، دہی، مصنوعی مکھن، مصالحہ، کیپسول وغیرہ میں ہوتا ہے جو کہ کھانے والی اشیاء ہیں اور اس کا استعمال نان فوڈ آئٹمز میں بھی ہوتا ہے جیسے لوشن، شیونگ کریم اور کاسمیٹکس وغیرہ۔۔ حالیہ اعداد و شمار کے مطابق دنیا بھر میں اس کی کل سالانہ پیداوار تقریباً 3 لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن ہے، جبکہ " Global Industry Analysts, Inc. "... جو مارکیٹ ریسرچ کے حوالے سے ایک انتہائی معتبر اور عالمی شہرت یافتہ ادارہ ہے... کی رپورٹ کے

---

21 ۔احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی: رقم الحدیث: 104

22 ۔امیر افضل اعوان، حرام چیزوں کے انسانی جسم پر اثرات اور شرعی احکامات، تاریخ رسائی: 17 جولائی 2024
http://library.ahnafmedia.com/108-banat-ahle-sunnat/year2015/apr/745-haram-chzown-k-insani-jusam-pr-asraat-our-shrhi-ahkmaat

مطابق 2017ء تک یہ پیداوار بڑھ کر 3 لاکھ 95 ہزار 8 سو 40 میٹرک ٹن تک پہنچ جائے گی، کیونکہ ادویہ، طاقت اور فٹنس کے لیے استعمال ہونے والی اشیا اور کاسمیٹکس کی صنعتوں میں اس کی طلب میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔[23]

جیلاٹین بنانے کا طریقہ کار

جیلاٹین بنانے کے عمل میں ساری کوشش اور مہارت صرف اس بات پر صرف کی جاتی ہے کہ کس طرح ہڈی کے تمام اجزاء کو الگ الگ کر دیا جائے اور جس شے نے ان اجزاء کو جوڑا ہوا تھا (کولیجن) اسے کچھ نہ ہو جو واقعی ایک مشکل کام ہے۔ جیسے سیمنٹ سے بنے ہوئے بلاک سے اس کا صرف ایک جز جپسم نکالنا اور ایسے طریقے سے نکالنا کہ باقی اجزاء تو الگ ہو جائیں لیکن جپسم کو کچھ نہ ہو۔

جیلاٹین بنانے کا عمل ترتیب وار کچھ اسطرح سے ہے کہ:

1۔ سب سے پہلے ہڈی کے دو انچ کے لگ بھگ ٹکڑوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

2۔ اس کے بعد اسے گول گھومنے والی جالی میں ڈال کر صاف کیا جاتا ہے تاکہ مٹی، کچرہ نکالا جا سکے۔

3۔ اس کے بعد ہڈی کو ایک بڑے پانی کے ڈرم میں منتقل کیا جاتا ہے جہاں ڈیڑھ سے دو دن کاسٹک سوڈا ملے پانی سے صفائی کی جاتی ہے، کاسٹک سوڈا کا کام صرف ہڈی پر موجود ہر قسم کی چکنائی ہٹانا ہوتا ہے تاکہ اگلے مرحلے کیلئے خالص شفاف ہڈی مل سکے۔

4۔ اس کے بعد ہائڈروکلورک ایسڈ (نمک کا تیزاب) ملے پانی میں اسے حسب ضرورت چار سے پانچ دن ہڈی پانی میں بھیگی رہتی ہے، ہڈیوں میں ہائڈروکلورک ایسڈ (نمک کا تیزاب) اور ٹھنڈا پانی شامل کیا جاتا ہے اس کے ذریعہ جرثومہ اور غیر نامیاتی مواد (کیلشیم اور فاسفورس) کو ہڈی سے جدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

اس مرحلہ میں ہڈی شامل Inorganic اجزاء یعنی کیلشیم اور فاسفورس کو ہڈی سے جدا کیا جاتا ہے۔ یہاں سے ہڈی کو چونا ملے پانی کے حوض میں کم و بیش ستر دنوں کے لیے رکھا جاتا ہے جہاں ہڈی کے بچے کھچے اجزاء بھی ہڈی سے جدا ہو جاتے ہیں اور خالص کولیجن جمی ہوئی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے اس عمل میں وقتاً فوقتاً پانی تبدیل کرتے رہتے ہیں، یہاں فاسفورک ایسڈ دوبارہ شامل کیا جاتا ہے تاکہ بقایا ہڈی کا تیزابیت کا لیول ضرورت کے مطابق ہو جائے جو خالص چونے کی وجہ سے تیرہ تک چلا گیا تھا۔

5۔ پھر اس نامیاتی مادہ کولیجن کو مخصوص حوضوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں اس پر گرم پانی بار بار بہایا جاتا ہے تاکہ جلے اور ضائع ہوئے بغیر اچھے سے پانی میں تحلیل ہو جائے چنانچہ یہ جمی ہوئی کولیجن مکمل پانی میں تحلیل ہو جاتی ہے اور محلول (یخنی) کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

6۔ پھر اسے ایک اور حوض میں پمپ کے ذریعے منتقل کر دیا جاتا ہے اسوقت اس محلول میں پانی کی مقدار 90 فیصد اور 10 فیصد تحلیل ہوئی کولیجن ہوتی ہے اسے عمل تبخیر کے ذریعہ پانی اڑایا جاتا ہے لیکن اس مرحلے میں پانی 40 فیصد باقی ہوتا ہے۔

7۔ اس محلول (یخنی) کو دوبارہ فلٹر کیا جاتا ہے تاکہ کولیجن کے علاوہ ہڈی کے بقیہ اجزاء اچھے طریقے سے اس سے نکل جائیں اور ساتھ ساتھ تبخیر کا عمل بھی جاری رہتا ہے جو اس سے پانی کو اور خشک کرنے کا عمل کرتا ہے جیسے جیسے پانی کم ہوتا جاتا ہے یہ محلول (یخنی) اور گاڑھا ہوتا جاتا ہے۔

23۔ مرغوب عزیز الرحمن، حلال انڈسٹری سے متعلق تحقیقی مقالات (لاہور: شریعہ ریسرچ ڈپارٹمنٹ، 2021) ص 185

8۔ اس گاڑھے محلول کو ایک اور فلٹر سے گزارتے ہوئے پمپ کے ذریعہ سویوں کی شکل میں باہر نکالا جاتا ہے۔ جالی سے نکلنے سے پہلے پمپ میں ایک ٹھنڈا کرنے والی مشین (Chiller) ہوتی ہے جو جیلاٹین کو نیم جمانے میں مدد کرتی ہے۔

9۔ یہ سویاں ایک چلتی ہوئی بیلٹ پر کم و بیش پچیس منٹ کا سفر طے کرتی ہیں اور اس سفر کے دوران بھی ان میں شامل نمی (پانی) کو خشک کیا جارہا ہوتا ہے ۔

10۔ خشک جیلاٹین کی سویاں پسائی کے بعد حسب ضرورت سائز پاؤڈر کے شکل میں بوریوں میں بھر دی جاتی ہیں۔

نوٹ: کولیجن اور جیلاٹین ایک ہی اصل کی دو مختلف صورتوں کے نام ہیں، ہڈی سے جو پہلا مادہ نکلا تھا وہ کولیجن تھا اس مادے کو پانی میں تحلیل کر دیا گیا پھر بھی اسے کولیجن ہی کہا جارہا تھا جس میں پانی کی اچھی خاصی مقدار بھی موجود تھی جب سب سے آخر میں فلٹر سے گزار کر اس کی سویاں بنیں تو اس کا نام جیلاٹین ہو گیا جیسے چربی اور پگھلانے کے بعد تیل ایک ہی شے کے دو مختلف نام ہیں۔[24]

خلاصہ تحقیق

تمام تفصیلات سننے اور دیکھنے کے بعد اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جیلاٹین ہڈی کا ایک اہم جز ہے جیسے گنے سے پہلے اس کا رس الگ کیا جاتا ہے پھر اس رس سے پانی خشک کر کے گڑھ بنا دیا جاتا ہے اور پھر اس گڑھ سے صرف گلوکوز الگ کر کے اس کی چینی بنادی جاتی ہے۔ لہذا یہاں تبدیلی ماہئیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ،ہاں اگر کوئی گنے سے بنی چینی کو تبدیل ماہئیت کہتا ہے (جو کہ قطعاً نہیں ہے) تو پھر الگ بات ہے۔ لہذا جیلاٹین جب جانور سے حاصل کی گئی ہو تو اس کے حلال ہونے کے لیے حلال جانور اور اس کا شرعی طریقہ سے ذبح ہونا شرط ہے بصورت دیگر جیلاٹین کو حلال نہیں کہا جا سکتا۔

غیر ملکی خوردنی اشیاء میں اجینو موتو چائنیز نمک کا استعمال

''اجینو موتو'' ایک برانڈ کا نام ہے اور اس نام سے مختلف ملکوں میں نمک بنایا جارہا ہے۔ ساؤتھ افریقہ میں اس نام سے پروڈکٹ بنائی جا رہی ہے،اسے وہاں کے ایک معتمد تصدیقاتی ادارے سنحا(SANHA) نے حلال قرار دیا ہے۔ اسی طرح ایک اور ادارے ''مسلم کنزیومر گروپ'' نے امریکا اور کینیڈا میں تیار ہونے والے اجینو موتو کو بھی حلال قرار دیا ہے۔ ملائشیا کے حلال بورڈ نے بھی اسے حلال قرار دیا ہے۔ تاہم اس نام کی جو پروڈکٹ چین سے ہمارے ملک میں آرہی ہے،اس کے اجزا کی ہمیں تحقیق نہیں ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں اصولی جواب یہ ہے کہ اگر اس بات کا غالب گمان ہو جائے کہ مذکورہ کھانے میں خنزیر کی چربی یا کوئی دوسرے حرام اجزا شامل ہیں اور پروڈکٹ کی تیاری کے عمل کے دوران انقلاب ماہیت بھی نہیں ہوا تو ایسے اجینو موتو کا استعمال جائز نہیں،البتہ اگر اس درجے کا گمان نہ ہو بلکہ صرف شبہ ہو تو ایسی شبہ والی مصنوعات سے بھی عملی طور پر بچنا چاہیے۔ تاہم اعتقادی طور پر ان کو حرام سمجھنے یا کہنے سے گریز کیا جائے، کیونکہ اس طرح کے محض شبہے کی بنیاد پر کسی چیز کے حرام ہونے کا حکم لگانا جائز نہیں۔ نیز اگرچہ اس کے متعدد نقصانات بتائے جاتے ہیں لیکن ہماری اب تک کی معلومات کے مطابق کسی بھی مستند ادارے کی جانب سے تحقیق کے نتیجے میں ایسے شدید نقصانات سامنے نہیں آئے کہ ان کی وجہ سے اس کے استعمال سے سب لوگوں کو عمومی طور پر روک دیا جائے، نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

---

24 ۔ مرغوب عزیز الرحمن، حلال انڈسٹری سے متعلق تحقیقی مقالات، ص188

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ کھانے پینے کے اشیاء جن میں جیلاٹن استعمال ہوتی ہے، انکی شرعی حیثیت

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ وہ اشیاء جن میں جیلاٹن موجود ہو تو اس کے حلت حرمت میں تفصیل یہ ہے:

1۔ اگر کسی مستند شریعہ بورڈ نے اس پروڈکٹ کو حلال کا سرٹیفکیٹ دیا ہے تو اس کا داخلی و خارجی استعمال حلال ہے۔

2۔ اگر حلال سرٹیفائیڈ نہیں ہے تو دیکھا جائے گا کہ یہ جیلاٹن کس مادہ سے بنا ہے؟ اگر جیلاٹن پھلوں سے بنا ہے تو اس کا داخلی و خارجی ہر طرح کا استعمال حلال ہے، اور جیلاٹن حلال جانور کی ہڈی یا کھال سے ذبح شرعی کے بعد بنا ہے تو وہ پاک بھی ہوگا اور داخلی و خارجی ہر طرح کا استعمال حلال ہوگا۔ اگر جیلاٹن حلال جانور کی ہڈی یا کھال سے ذبح شرعی کے بغیر بنا ہے تو اس کا خارجی استعمال جائز ہے، کیونکہ ہڈیوں میں حیات نہیں ہوتی لہذا وہ پاک ہوتی ہیں اور کھال کیمیائی عمل (دباغت) کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔ البتہ داخلی استعمال یعنی اس کا کھانا درست نہ ہوگا کیونکہ غیر شرعی ذبیحہ کا کھانا حلال نہیں۔ صرف ضرورت کے مواقع میں جیسے کیپسول وغیرہ میں حلت کا فتوی دیا گیا ہے۔[25] اگر جیلاٹن حرام جانور کی ہڈی سے بنا ہے تو اس کا بھی خارجی استعمال حلال ہوگا کیونکہ ہڈیاں پاک ہوتی ہیں۔ داخلی استعمال جائز نہیں کیونکہ اس کا کھانا حلال نہیں۔ صرف ضرورت کے مواقع میں جیسے کیپسول وغیرہ میں حلت کا فتوی دیا گیا ہے، اگر جیلاٹن حرام جانور کی کھال سے بنا ہے تو کیمیائی عمل سے گزرنے کے بعد اس کا خارجی استعمال جائز ہوگا مگر داخلی استعمال جائز نہیں۔ صرف ضرورت کے مواقع میں جیسے کیپسول وغیرہ میں حلت کا فتوی دیا گیا ہے،: اگر جیلاٹن خنزیر کی ہڈیوں یا کھال سے بنا ہے اس کا داخلی اور خارجی دونوں استعمال جائز نہیں کیونکہ اس کی ہڈیاں اور کھال حلال نہیں اور کیمیائی عمل کے بعد بھی اس میں قلب ماہیت ثابت نہیں ہوتی۔[26]

بحر حال بحیثیت مسلمان جن چیزوں کو خالق کائنات نے حرام قرار دیا ان کی ہمارے لئے مکمل ممانعت ہے جب کہ موجودہ دور میں ہم نہ صرف خود ان مشکوک چیزوں کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں بلکہ آج کل تو مہمان نوازی کے لئے بھی ان اشیاء کا بھرپور استعمال کیا جاتا ہے اسلامی احکامات کے مطابق اگر کسی حلال چیز میں رائی کے دانے کے برابر بھی حرام اجزاء شامل کر دیے جائیں تو وہ چیز کلی طور پر حرام ہو جاتی ہے۔۔

غیر مسلم ممالک کے چند مشہور مشروبات

1۔ کوکا کولا (Coca-Cola)
2۔ فانٹا (Fanta)
3۔ سپرائیٹ (sprite)
4۔ مرنڈا (Mrinda)
5۔ سیون اپ (7 up)
6۔ پیپسی کولا کمپنی Pepsi cola (company)

25 ۔ محمد امین ابن عابدین، حاشیہ ابن عابدین (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2009)، ج1، ص519

26 ۔ ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی *بدائع الصنائع* في ترتیب الشرائع، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2009)، ج1، ص243

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ لیدر کی مختلف ملبوسات کے متعلق تحقیق

غیر مسلم ممالک سے جو کوٹ جیکٹ، کی صورت میں مختلف ملبوسات درآمد ہوتے ہیں اس کے حوالے سے شریعت کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ مسلمان ایسا لباس استعمال کرے جو پاک ہو،اور اس اصول پر عمل کے سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ انسانی بدن سے جو چیز چھوتی (touch) ہو وہ کوئی نجاست یا نجاست سے ملی چیز نہ ہو جیسے خنزیر کا چمڑا یا دیگر مصنوعات جو ناپاک رنگ یا ناپاک پالش کے ساتھ ملوث ہوں،اس سلسلے میں چمڑے کی ملبوسات بطور خاص قابل ذکر ہیں، کیونکہ تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لیدر کی ملبوسات بیرون ملک سے درآمد ہوتا ہے، وہ کتا، خنزیر، وغیرہ کے چمڑے سے بنی ہوئی ہے۔

بیجنگ (نیوز، ڈیسک) کی رپورٹ کے مطابق (لیدر) کے جیکٹ، اور دستانیں کتے کی کھال سے بنائی جاتے ہیں، جو کہ زیادہ تر چین سے منگوائی جاتی ہیں یا انہیں بنانے کیلئے چمڑا چین سے منگوایا جاتا ہے، جانوروں کے حقوق کے لئے کام کرنے والے ادارے PETA نے وسطی چین میں ایک سال پر مبنی خفیہ تحقیق کے بعد بے شمار ایسے کارخانے پکڑ لئے ہیں جہاں کتوں کو بے دردی سے مار کر ان کی کھال اتاری جاتی ہے اور پھر اسے صاف اور تیار کر کے بھیڑ یا مینے کی کھال کے طور پر فروخت کر دیا جاتا ہے۔ یہ چمڑا بڑے پیمانے پر برآمد کیا جاتا ہے اور خصوصاً وہ ممالک جو سستی اشیاء خریدنا چاہتے ہیں اس چمڑے کے بڑے گاہک ہیں۔ ادارے نے خفیہ ویڈیوز ریکارڈ کی ہیں جن میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ان کارخانوں میں سینکڑوں کی تعداد میں کتے موجود ہیں جنہیں ڈنڈوں کے وار کر کے مارا جاتا ہے اور اکثر ان کے مرنے سے پہلے ہی ان کی کھال کھینچنا شروع کر دی جاتی ہے۔ ان کتوں کا گوشت مقامی ہوٹلوں میں فروخت کیا جاتا ہے جبکہ کچھ کھالیں برآمد کی جاتی ہیں جبکہ باقی سے جیکٹ، دستانے وغیرہ بنا دیئے جاتے ہیں۔ اور اس چمڑے سے پرس، جوتے اور بیلٹ جیسی اشیاء بھی بنائی جا رہی ہیں۔[27]

افسوسناک بات یہ ہے کہ آج کل لوگ بڑے پیمانے پر چمڑے کے اشیاء کو پہچانے بغیر انجانے میں استعمال کرتے ہیں یہ علم نہیں ہوتا کہ ان کا ماخذ کیا ہے، کیا حلال جانوروں کی کھال سے بنائے گئے ہے یا حرام، اور ایسے ہی ان ناپاک اشیاء کے ساتھ عبادت بھی کرتے ہیں اور پاک مقامات پر بھی جاتے ہیں اور تا حال کسی نے اس مسئلے کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں دی ہے۔

چمڑے کی مختلف اقسام اور احکام

پہلی قسم:

وہ جانور جو ذبح کرنے سے حلال ہو جاتے ہیں ان کا چمڑا پاک اور طاہر ہے، کیونکہ وہ ذبح کرنے سے پاک ہو گئے ہیں، مثلاً اونٹ، گائے، بکری، ہرن، خرگوش وغیرہ کا چمڑا، چاہے اس چمڑا کو دباغت دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو۔

دوسری قسم:

اگر حلال جانور اپنی موت خود ہی مر جائے اور ذبح نہ کیا گیا ہو تو اس کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابوداود میں ہے: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ عِنْدِ امْرَأَةٍ، قَالَتْ: مَا عِنْدِي إِلَّا فِي قِرْبَةٍ لِي مَيْتَةٍ، قَالَ: أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا، قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ دِبَاغَهَا ذَكَاتُهَا. سلمہ بن محبقؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک

---

27 ۔ چین میں بنی چمڑے کی مصنوعات، روزنامہ پاکستان، تاریخ رسائی: 17 جولائی 2024
https://dailypakistan.com.pk/22-Dec-2014/175255

میں ایک عورت کے پاس سے پانی منگوایا۔اس نے کہا: میرے پاس تو ایک ایسی مشک کا پانی ہے جو مردار کی کھال کی ہے،آپ نے فرمایا: تم نے اسے دباغت نہیں دی تھی ؟وہ بولی کیوں نہیں،آپ ﷺ نے فرمایا اس کی دباغت ہی اس کی پاکی ہے۔[28] لیکن دباغت دینے سے پہلے ناپاک ہوتا ہے،

تیسری قسم:

جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا مثلاً کتے، بھیڑیے، خنزیر وغیرہ کا چمڑا تو اس میں علماء کا اختلاف ہے، عرب علماء کے ہاں مذکورہ جانور چونکہ غیر ماکول الحم ہے انکی کھال بھی نجس ہے۔احناف کے ہاں حرام جانور کی کھال کی اگر دباغت ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔البتہ خنزیر کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں :وكل إهاب) ومثله المثانة والكرش. قال القهستاني: فالأولى وما (دبغ) ولو بشمس (وهو يحتملها طهر) فيصلى به ويتوضأ منه(خلا) جلد (خنزير) فلا يطهر۔[29]احناف کہتے ہیں خنزیر کے علاوہ کسی بھی جانور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے، اس لیے کہ اس میں موجود تمام تری اور ناپاک اجزاء دباغت کے عمل سے ختم ہو جاتے ہیں،اور خنزیر کے نجس العین ہونے کی وجہ سے اس کا ہر جز ناپاک ہے،خواہ اس جز میں رطوبت اور حیات حلول نہ کرے، مثلاً بال وغیرہ، تو اس کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہو گی۔

جیسا کہ فتاویٰ ھندیہ میں ہے:كل إهاب دبغ دباغة حقيقية بالأدوية أو حكمية بالتريب والتشميس والإلقاء في الريح فقد طهر وجازت الصلاة فيه والوضوء منه إلا جلد الآدمي والخنزير. هكذا في الزاهدي.[30]احناف کے ہاں خنزیر پیشاب و پاخانہ کی طرح اندر باہر سے نجس ہے،اس کے علاوہ دوسرے حرام جانور نجس الغیر ہیں اور ان کی ذات بول و بزار کی طرح نجس نہیں۔ بلکہ ان کی ذات اوپر سے پاک ہے۔البتہ ان کی اندرونی رطوبات نجس ہیں۔

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ چند ملبوسات

باہر ممالک سے چمڑے کی مختلف قسم کی بہت سی ایسی(ملبوسات)و مصنوعات درآمد ہوتی ہے جنہیں ہم روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے ہیں وہ درج ذیل ہے: جیکٹ،لباس،ٹوپیاں،پائجامہ،پینٹ،پتلون،جوتا،بیلٹ۔بٹوہ،ہینڈ بیگ،کرسی،فٹ بال،صوفہ،جائے نماز اور گاڑیوں کی سیٹوں کا غلاف وغیرہ۔ لیدر کے علاوہ چند غیر ملکی کمپنیوں مصنوعات جیسے : جوتے: وڈلینڈ،ایکشن ،باٹاشوز، کپڑے: J.B شرٹس،پولوشرٹس،ICI پینٹس،ہینگ ٹن،نائیک،بین بٹن،اینگلر،وغیرہ،پاکستان سب سے زیادہ استعمال شدہ کپڑا اور مختلف اشیاء امریکہ، برطانیہ،چین،اور آسٹریلیا سے درآمد کرتا ہے۔[31]

---

28 ۔سلیمان بن الاشعث ازدی سجستانی،سنن ابی داود(بیروت:دار الکتب العلمیہ،2018)رقم الحدیث:4243

29 ۔ابن عابدین،فتاوی شامی،ج:1،ص:203,204،

30 ۔علماء کمیٹی،فتاویٰ ھندیہ(کراچی:ایم سعید،1998)ج:1،ص:25،

31 ۔ام عبد منیب،غیر مسلموں کی مصنوعات اور ہم(لاہور:مشربہ علم وحکمت،2015)،ص141

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ لیدر کی مصنوعات کا شرعی حکم

آج کل وطن عزیز ملک پاکستان میں کھانے پینے کے علاوہ بھی بہت سارے ایسی لیدر کی مصنوعات وملبوسات ہیں جو غیر مسلم ممالک سے درآمد ہوتے ہیں اور درج بالا تحقیق سے بھی اندازہ ہوا ہوگا کہ مصنوعات مختلف جانوروں کی کھال سے بنائے جاتے ہیں

مثلاً بیل، گائے، بکری، ریچھ، لومڑی، گیدڑ، خنزیر، کتے، وغیرہ۔اور ایسے کھالوں سے مختلف ملبوسات بنتے ہے جیسے کوٹ، جیکٹ، دستانے، جوتے، وغیرہ، تو کیا ایسے اشیاء استعمال میں لاسکتے ہیں یا نہیں، اس بارے میں اہل علم کہتے ہے کہ شرعی طور پر مذبوح حلال جانور کی کھال سے بننے والی مصنوعات کا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔، حرام یا مردار جانور کی کھال کی اگر دباغت (tanning) ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اس سے بنی ہوئی مصنوعات کا خارجی استعمال جائز ہے۔ دباغت (tanning) سے مراد کھال کی آلائش، رطوبت اور بدبو وغیرہ کو نمک، کیمیکل یا کسی دوسری چیز سے زائل کرنا ہے۔"وكل إهاب دبغ فقد طهر وجازت الصلاة فيه" [32]. البتہ خنزیر اور انسان کی کھال ہر حال میں حرام ہے۔

خنزیر کی کھال دباغت (tanning) سے پاک نہیں ہوتی، اگر حرام جانور کو شرعی طور پر ذبح کر دیا جائے تو اس کا چمڑا خارجی استعمال میں لانا جائز ہے۔ کیونکہ ذبح سے اس کا چمڑا خارجی استعمال کے لیے جائز ہو جاتا ہے البتہ خنزیر کی کھال ذبح سے بھی پاک نہیں ہوتی۔ واضح رہے کہ عملی طور پر کسی حرام جانور کے ذبح کی نوبت نہیں آتی کیونکہ جب بھی چمڑے سے مصنوعات تیار ہوتی ہیں تو پروسیسنگ کے دوران اس کی دباغت ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا خنزیر کے علاوہ دیگر حرام جانوروں کے چمڑے سے بنی مصنوعات کا استعمال بغیر ذبح بھی جائز ہے کیونکہ ایسے چمڑے کو بغیر دباغت دیے مصنوعات کی شکل میں لانا ممکن ہی نہیں۔

ایسی کھال جس کی دباغت ممکن نہ ہو تو وہ دباغت سے پاک نہیں ہوگی مثلاً خون والے سانپ کی جلد اور چوہے کی کھال وغیرہ البتہ سانپ کی جلد کا بیرونی چھلکا اور ایسے سانپ کی جلد جس میں خون نہ ہو وہ پاک ہے اور خارجی استعمال میں لائی جاسکتی ہے۔ پاک چیز ضروری نہیں کہ حلال بھی ہو۔ اگر کوئی چیز پاک ہو تو ضروری نہیں کہ وہ حلال بھی ہو۔ مثلاً مٹی پاک ہے لیکن حلال نہیں۔ ملبوسات یا چمڑے کی مصنوعات میں صرف پاک ہونا کافی ہے جس کے نتیجے میں ان کا بیرونی استعمال External Use تو جائز ہوگا لیکن ضروری نہیں کہ ان کا داخلی واندرونی استعمال بھی جائز ہو بلکہ داخلی استعمال کیلئے حلال کی کچھ مزید شرائط کی پابندی کرنی پڑے گی۔ مثلاً چمڑا حلال جانور کا ہو اور وہ جانور شرعی طور پر ذبح شدہ ہو تو ایسا چمڑا پاک ہونے کے ساتھ ساتھ حلال بھی ہے اور داخلی استعمال میں بھی لایا جاسکتا ہے اس کے برخلاف جو چمڑا شرعی طور پر مذبوح حلال جانور کا نہ ہو تو دباغت یا مصنوعات کی شکل میں آنے کے بعد وہ پاک تو ہے اور اس کا خارجی استعمال جائز ہے لیکن حلال نہیں یعنی داخلی استعمال اس کا جائز نہیں۔

خلاصہ

چمڑے کی ملبوسات کے بارے میں جب تک یقینی یا ظنِ غالب کے طور پر یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس میں خنزیر کی کھال استعمال ہوئی ہے، صرف شبہ کی بنیاد پر اس کے استعمال کو حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور جب یقین سے معلوم ہو جائے یا ظنِ غالب ہو کہ کوٹ وغیرہ خنزیر کے چمڑے سے تیار شدہ ہے تو اسے دھونے کے بعد بھی اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ خنزیر نجس العین ہے، اس کی کھال دھونے سے بھی پاک نہیں ہوگی۔ باقی احناف کے ہاں خنزیر کے علاوہ کسی بھی جانور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے، اس لیے کہ اس میں موجود تمام تری

---

32 ۔ برہان الدین امام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی، الہدایة (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2019) ج1، ص144

اور ناپاک اجزاء دباغت کے عمل سے ختم ہو جاتے ہیں لہذا اگر خنزیر کے علاوہ کسی غیر ماکول اللحم جانور (جس کا گوشت حلال نہیں ہے) کی کھال سے جیکٹ یا مذکورہ ملبوسات بنے ہوئے ہو تو وہ اشیاء دباغت دینے سے پاک ہو جاتے ہے، لہذا ایسے اشیاء کا استعمال کرنا درست ہو گا۔[33]

اشیاء آرائش (کاسمیٹکس)

کاسمیٹکس سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو جسم کو فطری حسن کے بجائے اضافی حسن، دل کشی، رنگ، جاذبیت وغیرہ کیلئے یا من چاہا انداز اور رنگ وروپ دینے کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً سکن کیئر، کریمیں، لوشن، پاؤڈرز، اسپرے، پرفیوم، لیپ سٹک نیل پالش وغیر وغیرہ۔ اسکے علاوہ ہر وہ چیز جو جسمانی بناؤ سنگھار کے طور پر استعمال کی جائے وہ سب اس میں شامل ہیں۔ مذکورہ بالا کاسمیٹکس کے تمام اشیاء چونکہ خارجی استعمال کیلئے ہے اور اس حوالے سے اہم اور بنیادی شرط صرف پاک ہونا ہے اسلئے غذا اور کاسمیٹکس وغیرہ خارجی استعمال کے مصنوعات میں فرق کے حوالے سے یہ بات تو واضح ہے کہ جو حرام چیزیں حرام تو ہے لیکن ناپاک نہیں، جیسے خنزیر کے علاوہ جانوروں کے بال، پر، اور ہڈیاں وغیرہ وہ اعضاء جن میں زندگی یعنی خون سرایت نہیں کرتا یا مچھلی کے علاوہ سمندری مخلوقات یا وہ حشرات الارض جن میں بہتا خون نہیں ہوتا، اور اس جیسے وہ چیزیں جو احناف کے مسلک پر استخباث کی بنیاد پر حرام قرار دی گئی ہے لیکن وہ ناپاک نہیں ان کے کاسمیٹکس میں استعمال کی گنجائش ہے جو صرف خارجی طور پر استعمال ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ اسکے استعمال میں شرعی کوئی اور مفسدہ چیز نہ ہو، جیسے نشہ، یا ضرر وغیرہ نہ ہوں جیسے نشہ، یا ضرر نہ ہو۔[34]

غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ کاسمیٹکس کی متعلق تحقیق

ٹی وی چینلز ہوں، اخبارات یا رسائل، ہر جگہ آپ کو کاسمیٹکس کے اشتہارات دکھائی دیں گے جن میں خواتین کو یقین دلایا جاتا ہے کہ ہماری مصنوعات خریدنے سے نہ صرف آپ کے حسن میں اضافہ ہو گا بلکہ رنگت بھی گوری اور گلابی ہو جائے گی۔ دوسری طرف یہ نہیں بتایا جاتا کہ ان بیوٹی پراڈکٹس کی تیاری میں کون کون سے اجزاء شامل ہیں یا آپ کی ظاہری آرائش وزیبائش کے ساتھ ساتھ یہ مصنوعات آپ کے اصحت کے لئے کس حد تک خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں؟ کہنے کو تو پاکستان ابھی غریب ملک ہے لیکن یہاں غیر مسلم ممالک سے کم وبیش ہر سال 7 ارب روپے کا میک اپ کا سامان منگوایا جاتا ہے جبکہ مقامی سطح پر ہونے والی کاسمیٹکس اس سے الگ ہے۔

کاسمیٹکس، میک اپ میں استعمال ہونے والی اجزاء

گدھوں کی کھال

چند برس سے ان مصنوعات کی تیاری میں استعمال ہونے والی اجزاء پر کی جانے والی تحقیق کے بعد ہوشربا بلکہ ہولناک انکشافات سامنے آئے ہیں۔ چند سال پہلے وفاقی کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں گدھوں سے متعلق چند چونکا دینے والے انکشافات ہوئے۔

کمیٹی کو بتایا گیا کہ گدھے کی کھالیں چہرے کی جھریوں کو دور کرنے والی کریموں اور خواتین کی زیبائش کے لئے استعمال ہونے والی دیگر اشیاء بنانے میں استعمال کی جاتی ہیں، یہ اطلاعات بھی سامنے آئیں کہ کھال خراب ہوئے بغیر اتارنے کے لئے گدھوں کو زہر دے کر مارا جاتا ہے جس کا اثر اس کی کھال پر بھی پڑتا ہے اور یہ انسانی صحت کے لئے ابھی مضر ہو جاتی ہے۔ مارکیٹ ذرائع کے مطابق یہ پروڈکٹس خواتین میں بے حد مقبول ہیں، بیوٹی

---

33 ۔ کاسانی۔ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ،ج1،ص181

34 ۔ یوسف القرضاوی، حلال وحرام کے شرعی احکام (لاہور: دار الابلاغ،2018)، ص179

پارلرز میں بھی یہی اشیاء استعمال ہو رہی ہیں لیکن شاید ہی کوئی خاتون ان کی اصلیت سے واقف ہو۔اسی طرح بہت سی لپ سٹک مصنوعات اور صابنوں میں سور کی چربی شامل ہوتی ہے۔

جھینگرا:

چند برس قبل کا سمیٹکس کا سامان بنانے والی ایک بھارتی کمپنی کے متعلق انکشاف ہوا کہ اس کی تیار کردہ فیس کریموں میں جھینگر بھی ملایا جاتاہے۔

واضح رہے کہ جھینگرا ایک قسم کا کیڑا ہے جو نمی کی وجہ سے کونوں، کھدروں میں پیدا ہو جاتاہے اور کپڑوں کو بھی کاٹ دیتاہے۔بعدازاں کمپنی نے اس بات کا اعتراف بھی کیا کہ وہ چہرے پر لگانے والی کریموں میں پروٹین کی مقدار کو بڑھانے کے لئے پسے ہوئے جھینگرا استعمال کرتی ہے۔

لینولن الکحل: لینولن الکحل بھی کا سمیٹکس کا اہم جزو ہے لیکن چونکہ یہ حیوانی ذرائع سے حاصل ہوتاہے اسی طرح پالمیٹک ایسڈ بھی حرام اجزاء میں شمار ہوتاہے۔

جیلاٹن: جیلاٹن بھی کا سمیٹکس میں استعمال ہونے والے مشہور ترین مادوں میں سے ایک ہے جو زیادہ تر سور سے حاصل ہوتاہے تاہم مچھلی سے حاصل شدہ جیلاٹن یعنی فش جیلاٹن حلال ہے اور اس سے تیار کردہ میک اپ مصنوعات بھی حلال تصور کی جاتی ہیں۔سٹے رُک ایسڈ یا سٹے رُائل الکحل نامی کیمیکلز اکثر اقسام کے موئسچرائزرز، کلینزرز، ایکسفولی ایٹرز، ٹونرز، ماسک اور آفٹر شیو میں پائے جاتے ہیں اور اکثر اوقات یہ سور کی چربی سے کشید کئے جاتے ہیں۔

گلیسرین: گلیسرین بھی میک اپ مصنوعات بالخصوص موئسچرائزرز، کلینزرز اور آفٹر شیوز میں استعمال ہوتی ہے اور یہ اسی صورت حلال تصور ہوگی ، اگر اسے نباتاتی ذرائع سے حاصل کیا جائے ورنہ عام طور پر یہ بھی سور کی چربی سے ہی حاصل ہو جاتی ہے۔[35]

مضر اجزاء والے میک آپ کی تباہ کاریاں:

چند سال قبل امریکہ کی واشنگٹن یونیورسٹی کے ماہرین نے 31 ہزار 575 خواتین پر مختلف کیمیائی مواد سے بنا ہوا میک اپ مواد استعمال کیا جن میں معروف برانڈز کے صابن، پرفیومز، باڈی سپرے، لپ سٹک، لپ بام، فیس کریمز، ہیئر ڈائی وغیرہ شامل تھے۔اس تجزیے کے بعد انھیں معلوم ہوا کہ ان مصنوعات میں شامل 15 لازمی اشیاء خواتین کی صحت کے لئے بہت مضر ہیں جبکہ ان کے مسلسل استعمال سے خواتین میں بانجھ پن، جلد کا سرطان، دل کی بیماریاں، بے اولادی، بریسٹ کینسر اور ہڈیوں کی کمزوری جیسے عارضے جنم لے رہے ہیں۔چہرے پر دانے، کیل مہاسے اور تل تو ایک طرف رہے لپ سٹک اور لپ بام کے مستقل استعمال سے ہونٹوں کا رنگ بھی تبدیل ہو کر سیاہ ہو جاتاہے اور ان کے کنارے بھی پھٹنے لگتے ہیں۔مضر صحت مسکارے اور کاجل سے پلکیں ہلکی اور ناہموار ہو جاتی ہیں۔ناقص ہیئر ڈائی استعمال کرنے سے سر میں خارش، جوؤں اور زخموں کا مسئلہ عام ہے۔ٹیلکم پاؤڈر کو کا سمیٹکس میں بنیادی اہمیت حاصل ہے لیکن ماہرین کے مطابق بعض کیسز میں ٹیلکم پاؤڈر نومولود بچوں کے لئے زہر قاتل ثابت ہوتاہے کیونکہ اس کے استعمال سے پھیپھڑے بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔کسی بھی ٹیلکم پاؤڈر کے بنیادی جزو یعنی ''ٹیلک'' میں ایسبسٹاس اور دیگر زہریلے مادے انسانی صحت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے ہیں۔

---

35 ۔ حرام میک اپ کیا ہے، محمد اظہر، تاریخ رسائی: 15 جولائی 2024
https://www.urdupoint.com/women/article/articles/haraam-make-up-kya-hai-1840.html

طبّی ماہرین نے خبردار کیا کہ جسم کے زیریں حصے پر کسی بھی قسم کا ٹیلکم پاؤڈر لگانے کی صورت میں خواتین کو اوور ی کا کینسر ہونے کا شدید خدشہ ہوتا ہے۔اسی طرح میک اپ پراڈکٹس، شیمپو، شیونگ کریم اور موئسچرائزر کی مدت استعمال کر بڑھانے کے لئے ان میں مستعمل بیوٹائل پیرا بینز اور اس جیسے دیگر کیمیکلز انسانی صحت کے لئے کھلا خطرہ ہیں۔طبّی ماہرین کے مطابق ان پیرابینز کا سب سے بڑا نقصان وقت سے پہلے بلوغت اور بریسٹ کینسر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ کیمیکلز آپ کے اینڈوکرائن سسٹم کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔

نیل پالش پرفیومز وغیرہ میں پائے جانے والے کیمیائی مادے

قریباً سبھی اقسام کے نیل پالش، پرفیومز اور شیمپو میں پائے جانے والے کیمیائی مادے ''تھالیٹ''اور الکحل کو بھی انسانی صحت کے لئے مضر قرار دیا جاتا ہے۔مذکورہ پراڈکٹس کی تیاری کے لئے ضروری سمجھے جانے والے کیمیائی مادوں کے باعث انسانی جسم میں استعمال کی انسولین کی تیاری میں روکاوٹ، ہارمون کی سطح کے متاثر ہونے، موٹاپے اور بعض صورتوں میں کینسر میں مبتلا ہونے کے ثبوت بھی ملے ہیں۔یوں تو''فارمیلڈاہا ئیڈ''نامی کیمیائی مادے بھی کسی کاسمیٹکس پراڈکٹ کی مدت معیار بڑھانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں تاہم ان کے منفی اثرات بھی اب پوشیدہ نہیں رہے۔امریکی تحقیق کے مطابق آئی لیش گلیو، پرفیوم، نیل پالش اور بالوں کو رنگنے والی بیشتر مصنوعات میں شامل یہ مادے کینسر کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔باتھ روم میں استعمال کی جانے والی شاور جیل، جھاگ دار صابن اور شیمپو وغیرہ میں پایا جانے والا کیمیائی مادہ''ڈائی ایتھانولامائن''اپنے مضر صحت خواص کی وجہ سے یورپی یونین میں شامل سبھی ممالک میں''بین''کردیا گیا ہے۔

اسی طرح سن سکرین، موئسچرائزر اور لپ سٹک سمیت مختلف اقسام کے فیس میک اپ میں''ریٹی نائل پالمیٹیٹ''نامی کیمیائی مادہ لازماً استعمال ہوتا ہے۔اس مادے کو عام طور پر وٹامن اے پالمیٹیٹ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے لیکن تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جسم پر سورج کی شعاعیں پڑنے کی صورت میں یہ مادہ سکن ٹیومر کی وجہ بن سکتا ہے۔اس کے علاوہ یہ تولیدی صحت کے لئے بھی مضر تصور کیا جاتا ہے۔

خواتین کیلئے میک اپ کا استعمال

خواتین کی آرائش وزیبائش سے متعلقہ میک اپ پراڈکٹس میں پائے جانے والے مضر صحت اجزاء کے متعلق جان لینے کے بعد یقیناً سبھی خواتین اس مخمصے کا شکار ہو چکی ہوں گی کہ آیا مستقبل میں کاسمیٹکس کا استعمال جاری رکھا جائے یا دل پر پتھر رکھ کر وہ اس شوق سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو جائیں؟اس سوال کا جواب کچھ یوں ہے کہ میک اپ کے شوق سے ہاتھ کھینچنے کی بجائے پہلے اپنی آنکھیں کھولی جائیں۔سب سے پہلے اپنی میک اپ پراڈکٹس کے اجزائے ترکیبی پر نظر دوڑائیں اگر وہاں کوئی مضر صحت کیمیکل نظر آئے تو فوراً اس پراڈکٹ کا استعمال ترک کر دیں اور بازار سے اس سے ملتی جلتی کوئی نیچرل یا حلال پراڈکٹ تلاش کریں۔حلال میک اپ کی پہچان۔یہ ہے کہ اکثر میک اپ پراڈکٹس کی پیکنگ پر واضح طور پر''اینیمل فیٹ فری''درج ہوتا ہے یعنی ان مصنوعات کے حیوانی چربی سے مکمل طور پاک ہونے کی گارنٹی دی جاتی ہے۔میک اپ کا سامان خریدتے وقت اس لیبل کو تلاش کریں۔یا کسی بھی مستند حلال سرٹیفیکیشن ادارے کا میک اپ استعمال کریں۔

حلال کاسمیٹکس کی مارکیٹ

حلال کاسمیٹکس کی مارکیٹ دنیا بھر میں تیزی سے بڑھ رہی ہے۔حلال میک اپ کی خرید و فروخت اس وقت پانچ سے چودہ ارب ڈالر کے درمیان ہے۔اور اس میں سالانہ بیس فیصد تک اضافہ ہو رہا ہے۔انڈونیشیا، پولینڈ اور برطانیہ کے بعد اب انڈیا میں بھی حلال کاسمیٹکس کی نت نئے مصنوعات متعارف کروائی جارہی ہیں۔خوش آئند بات تو یہ ہے کہ فیشن اور خوشبوؤں کے عالمی شہر پیرس میں بھی گزشتہ کئی برسوں سے''بین

الاقوامی کاسمیٹکس ایکسپو"، نمائش میں دنیا کی بڑی بیوٹی کمپنیوں کی جانب سے نسوانی چہرے کی دیکھ بھال کے لیئے حلال میک اپ کی مصنوعات تواتر کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں۔

گزشتہ برس پیرس میں ہونے والی ایک عالمی نمائش میں حلال میک اپ کی مصنوعات میں شائقین نے جس غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا وہ ایکسپو نمائش کے منتظمین کے لیئے انتہائی حیران کن تھا۔اس نمائش میں سوئٹزرلینڈ میں کام کرنیوالی "حلال سرٹیفکیشن سروسز"(ایچ سی ایس) کے سربراہ شیخ علی اچکر بھی موجود تھے، جن کا ایک بین الاقوامی خبررساں ادارے سے بات چیت کرتے ہوئے کہنا تھا کہ "جس طرح سے حلال کاسمیٹکس کی مصنوعات کو نمائش میں پذیرائی حاصل ہورہی ہے،امکان ہے کہ اگلے چند برس کے بعد،اس عالمی نمائش میں حلال کاسمیٹکس کی مصنوعات کے علاوہ کچھ اور دکھائی نہیں دے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ جانوروں کے اجزاء یا الکوحل سے تیار کی جانے والی کاسمیٹکس کی مصنوعات انسانی چہرے اور جلد پر انتہائی مضر اثرات چھوڑ جاتی ہیں۔لہٰذا عالمی کاسمیکٹس مارکیٹ میں حلال سرٹیفکیشن کے تحت تیار ہونے والی بیوٹی مصنوعات کی طلب روز بروز بڑھ رہی ہے اور بہت سے صارفین تصدیق کیئے بغیر کہ ان مصنوعات میں میں جانوروں کے اجزا ہیں یا نہیں وہ صرف حلال پروڈکٹس دیکھ کر انہیں خرید لیتے ہیں"۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق 2025 تک حلال کاسمیٹکس کی عالمی مارکیٹ کا حجم 61 ارب ڈالر سے 90 ارب ڈالر تک بڑھ جائے گا۔اچھی بات یہ ہے کہ دنیا کی کئی نامور میک اپ ساز کمپنیوں نے بھی حلال مصنوعات کی تیاری شروع کردی ہے، مثلاً ساؤتھ کوریا کی "ٹیلنٹ کاسمیٹکس"،انڈونیشیا کی "زاہارا"، آسٹریلیا کی "انیکا کاسمیٹکس"،امریکا کی "آمارہ حلال" اور برطانیہ کی "سیمپورے منرل" کی بنیادی شناخت ہی اب حلال بیوٹی مصنوعات بنتی جارہی ہیں۔ نیز حلال کاسمیٹکس کے تمام برانڈز دنیا کے سب سے بڑے آن لائن اسٹور ایمزون پر بھی دستیاب ہیں۔ 36

خلاصہ

غیر مسلم ممالک درآمدہ شدہ اشیاء، ماکولات میں گوشت، فاسٹ فوڈ، کیک، چاکلیٹ، ٹافیاں، پنیر، جیلی، مصنوعی مکھن، برگر، ڈبہ بند اشیاء وغیرہ، اسی طرح مشروبات میں ہر قسم کے کولڈ ڈرنکس، ادویات، کاسمیٹکس، وغیرہ جو غیر مسلم ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں، ان سب اشیاء کیلئے موجودہ دور میں حلال سرٹیفکیشن کا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ عصر حاضر میں امت مسلمہ کا بڑا طبقہ درآمدات سے اور جو چیزیں بنائی جاتی یا غیر مسلم ممالک سے درآمد ہوتے خصوصاً گوشت بیف ڈبہ بند گوشت وغیرہ سے بے خبر ہے، کہ یہ گوشت کس چیز کا ہے؟ کیا حلال جانور کا ہے یا حرام؟ اگر حلال جانور کا ہے تو کیا ذبح اسلامی طریقے سے ہوئی یا نہیں ہے اس سے عام لوگ لاعلم ہے، اسی طرح ڈبہ بند جو غذائی اشیاء درآمد کئے جاتے ہے اس میں کیا استعمال ہوتا ہے؟ کیا حلال اجزاء سے بنائے جاتے ہیں؟ یا حرام، کوئی حرام جانور کا جزء تو شامل نہیں ہے۔

تو ان سب اشیاء کھانے پینے چیزوں کی تحقیق کیلئے مسلمانوں کی تصدیق ضروری ہے۔ اور حلال سرٹیفکیشن جاری کرنے والے ادارے کے سربراہ کا مسلمان ہونا بھی لازمی ہے، کیونکہ موجودہ دور میں حلال انڈسٹری میں اجارہ داری بھی غیر مسلموں کی ہے اور مسلمان بہت سارے اجزائے ترکیبی (Ingredients) باہر کے ممالک سے منگواتے ہیں یا تیار شدہ مصنوعات ہی درآمد کرلی جاتی ہیں اس لئے حلت و حرمت کے

---

36 ۔ حلال انڈسٹری میں ملازمت کے لیے "حلال ایجوکیشن"، راو محمد اقبال شاہد، تاریخ رسائی: 15 جولائی 2024
https://urduwriter.pk/halal-education-in-minhaj-university-for-good-career-in-halal-industry

معاملے میں غیر مسلموں کی خبر معتبر نہیں ہے،،ہاں البتہ اگر معاملات کے ضمن میں دیانات کی بات آتی ہے تو ضمنی طور پر غیر مسلم کی بھی خبر مان لی جاتی ہے۔ لیکن ان کی کھانے پینے کی مصنوعات خصوصا گوشت اور گوشت سے بنی مصنوعات کے بارے میں ان کے دعوی کا اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کمپنیاں اپنی طرفسے حلال لکھتی ہیں اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے، کسی بھی غیر مسلم کمپنی یا فرد کی طرف سے کیا جانے والا خود ساختہ دعوی غیر معتبر ہے اور اس کی طرف سے اپنی مصنوعات کو حلال قرار دینا درست نہیں۔ لیباٹری ٹیسٹنگ کی حیثیت ایک معاون کے طور پر ہو گی اور مسلم ممالک کے پاس حتی الوسع اپنی سائنسی لیبارٹریز ہونی چاہیے۔ حلال معیارات کی قانون سازی میں انتظامی حوالے سے ISO سے رجوع کیا جاسکتا ہے، البتہ حلال و حرام کے حوالے سے کسی بھی غیر مسلم کی تشریح و توضیح کو قبول نہیں کیا جائے گا۔